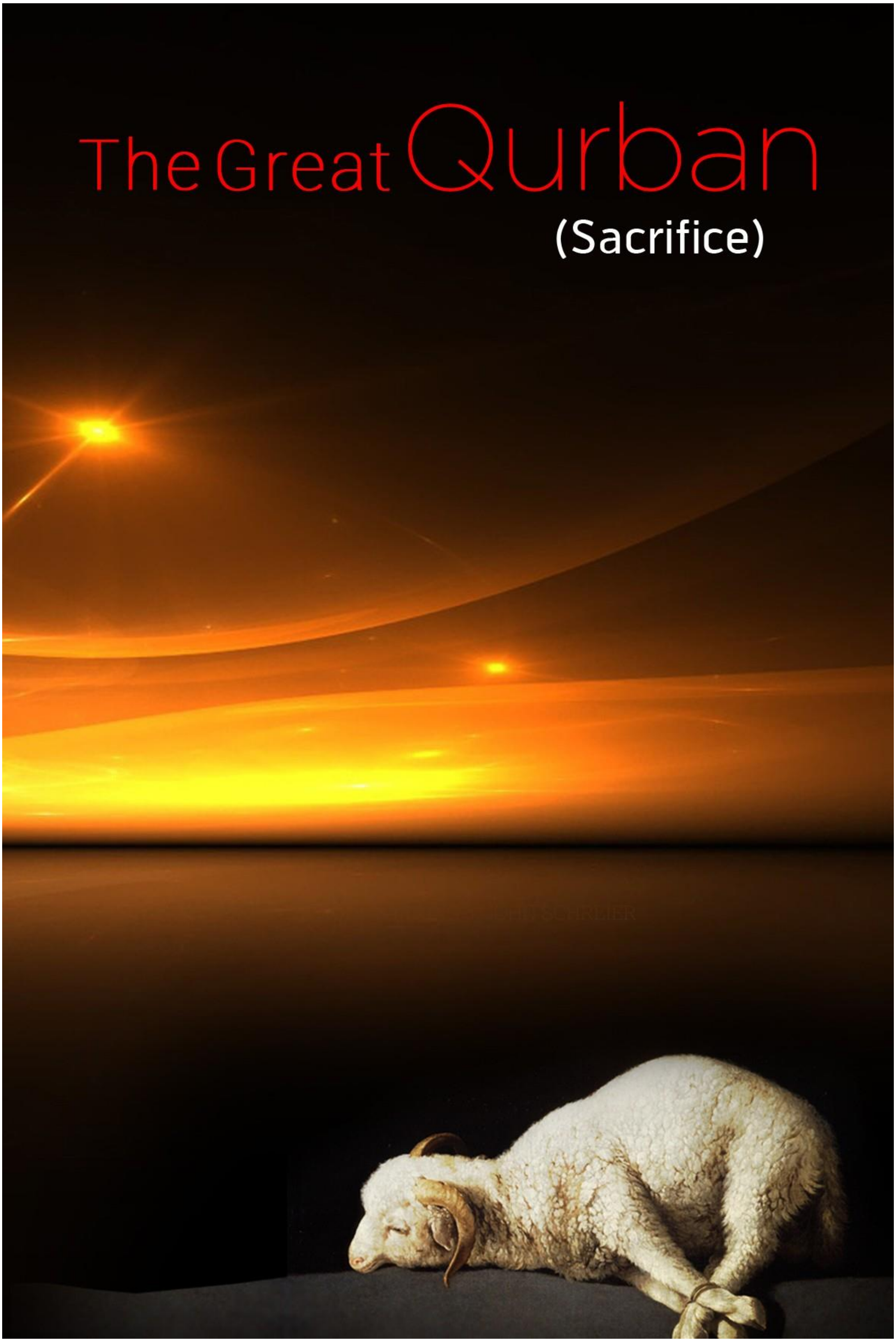
The Great Qurban
(Sacrifice)

Text for the Image

عظیم قربانی

اس کتابچے کے بارے میں

یہ کتابچہ دینِ اسلام اوردینِ مسیحیت میں پائے جانے والے مشترکہ موضوعات کااحاطہ کرتا ہے ۔ اِن موضو عات کے بارے میں ایک وسیع نقطہ نظر کے حصول کی خاطریہ کتابچہ قرآن مجید، توریت ، زبور اور انجیلِ مقدس کا استعمال کرتا اور اُن باتوں کی وضاحت کرتا ہے جن پر مسلمان اور مسیحی ایمان رکھتے ہیں ۔ اس کتابچے کا مقصد مسلمانوں اور مسیحیوں کے درمیان ان موضوعات پر بہتر تفہیم اور گفتگوکی حوصلہ افزائی کرنا ہے جو دونوں مذاہب میں مشترک ہیں۔(اِس کتابچے میں قرآنِ مجید کا "احمد رضا خان" اُردو ترجمہ استعمال کیا گیا ہے اور بائبل مُقدس کا اُردو ترجمہ "کتابِ مُقدس" پاکستان بائبل سوسائٹی استعمال کیا گیا ہے۔)

1. ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ

ابراہیم علیہ السلام ایک عظیم نبی تھے اور مسلمان اور مسیحی دونوں اُسے اپنا رُوحانی جدِ

امجد مانتے ہیں ۔ ابراہیم علیہ السلام خدا کے ساتھ درست تعلق رکھتے تھے اور یہاں تک قرآن مجید اور بائبل مقدس دونوں میں وہ خدا کے دوست کہلائے ہیں ۔

قرآن مجید میں ہم پڑھتے ہیں کہ "اس سے بہتر کس کا دین جس نے اپنا منہ اللہ کے لئے جھکا دیا اور وہ نیکی والا ہے اور ابراہیم کے دین پر جو ہر باطل سے جدا تھا اور اللہ نے ابراہیم کو اپنا گہرا دوست بنایا " (سورۃ النساء آیت 125)

بالکل یہی بات بائبل مقدس میں سکھائی گئی ہے جو بیان کرتی ہے کہ "ابرہام خُدا پر اِیمان لایا اور یہ اُس کے لئے راستبازی گِنا گیا اور وہ خُدا کا دوست کہلایا۔" (یعقوب 2باب 23آیت)۔

ابراہیم علیہ السلام خدا کی اس قدر خوشنودی حاصل کرنے کے کیسے قابل ہو گئے کہ وہ خدا کی طرف سے اُس کے دوست کہلائے؟ اس کی ایک وجہ یہ تھی کہ جب ابراہیم علیہ السلام کے زمانے میں اُن کے والد سمیت بہت سے لوگ بتوں کی عبادت کرتے تھے ابراہیم علیہ السلام اس بات میں محتاط تھے کہ وہ صرف واحد خدا کی عبادت کریں ۔

قرآن مجید میں ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ سے کہا"کیا تم بتوں کو خدا بناتے ہو بیشک مَیں تمہیں اور تمہاری قوم کو کھلی گمراہی میں پاتا ہوں۔ مَیں نے اپنا منہ اس کی طرف کیا جس نے آسمان اور زمین بنائے ایک اُسی کا ہوکر اور مَیں مشرکین میں نہیں" (سورۃ الانعام آیت 74، 79)۔

ہمیں بھی محتاط ہونے کی ضرورت ہے کہ ہم اپنی زندگی میں دوسرے معبودوں کو جگہ نہ دیں۔ ہو سکتا ہے کہ ہم ظاہری بُتوں کی عبادت نہ کرتے ہوں لیکن کیا ہماری زندگی میں پیسے ، پیشے ، خاندان جیسی چیز یں ہیں جنہیں ہم خدا سے زیادہ اہمیت دیتے ہیں ؟ یہ چیزیں ہماری زندگی میں بڑی آسانی سے "خدا" بن سکتی ہیں اور واحد سچے خدا کی عبادت سےہمارے دھیان کو بھٹکا دیتی ہیں ۔

ابراہیم علیہ السلام کے علاوہ ایک اور نبی بھی ہیں جو خدا کے بڑے قریب ہیں۔ درحقیقت، خدا نے اُن کے ساتھ براہ راست کلام بھی کیا تھا ۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ وہ کون سے نبی ہیں ؟ اگلے باب میں ہم اُس نبی کے بارے میں مزید بات کریں گے اور اُس کی زندگی سے سیکھیں گے کہ ہم بھی خُدا کی قربت کیسے حاصل کر سکتے ہیں ۔

ابراہیم علیہ السلام کے خدا پر ایمان لانے کو اُن کے حق میں راستبازی شمارکیا جاتا ہے ۔

گوکہ ابراہیم علیہ السلام نے ایک ایسی زندگی گزاری جو خُدا کی مرضی کے مطابق تھی مگر وہ گناہ سےمکمل طور پر آزاد نہ تھے۔ قرآن مجید میں، ابراہیم علیہ السلام نے خدا سے دُعا کی کہ"وہ جس کی مجھے آس لگی ہے کہ میری خطائیں قیامت کے دن بخشے گا " (سورۃالشعراء آیت 82)۔

ابراہیم علیہ السلام اگرچہ کامل نہیں تھے تاہم وہ اپنے ایمان کے باعث راستباز قرار پائے۔ یہ بات ہماری بڑی حوصلہ افزائی کرتی ہے ۔ قطعِ نظر اس کے ہم گناہ سے بچنے کی کتنی سخت کوشش کرتے ہیں ہم کبھی نہ کبھی گناہ میں مبتلا ہو ہی جاتے ہیں ۔ مگر خدا معاف کرنے والا ہے اور اگر ہم توبہ کریں گےتو وہ ہمیں معاف کر دے گا۔ ہم ابراہیم علیہ السلام کی زندگی سے سیکھتے ہیں کہ اگرچہ ہم کامل انسان نہیں لیکن ہمارا خدا کی مرضی کے مطابق زندگی بسر کرنا ممکن ہے ۔ ابراہیم علیہ السلام نے ایسا کیا کیا جس کے باعث خدا اُن سے خوش ہوا

،اور ہم اُن کی زندگی سے کیسے سیکھ سکتے ہیں؟

ہم نے اُوپر پڑھا تھا کہ ابراہیم علیہ السلام کو خدا کا دوست اس لیے قرار دیا گیا تھا کیونکہ وہ صرف خدا کی عبادت کرتے تھے اور خدا کے سوااُن کا کوئی اورمعبود نہیں تھا۔ اس کے علاوہ ایک اور اہم بات جو ہم اُن کی زندگی سے سیکھ سکتے ہیں یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام خدا پر ایمان رکھتے تھے۔

خدا پر ایمان اس قدر اہم ہے کہ خدا ہمیں محض ہمارے ظاہری مذہبی چال چلن سے ہی نہیں بلکہ اُس پر ہمارے ایمان سے بھی راستباز ٹھہراتا ہے۔ قرآن مجید فرماتا ہے کہ "اصل نیکی یہ نہیں کہ منہ مشرق یا مغرب کی طرف کرو ہاں اصلی نیکی یہ کہ ایمان لائے اللہ اور قیامت اور فرشتوں اور کتاب اور پیغمبروں پر۔۔۔ "(سورۃ البقرۃ آیت 177)۔

توریت بھی ہمیں بتاتی ہے کہ جب ابرہام خدا پر ایمان لاتا ہے تو خدا اُسے راستباز قرار دیتا ہے ۔ جب ابراہیم علیہ السلام ابھی تک بے اولاد تھے اور وہ اور اُن کی بیوی دونوں بڑھاپے کی حالت میں تھے اُس وقت خدا نے اُن سے بہت سی اولاد کا وعدہ کیا ۔ حالانکہ یہ ناممکن دکھائی دیتا تھا مگر ابراہیم علیہ السلام خدا پر ایمان لائے اور اپنے ایمان کے باعث ابراہیم علیہ السلام راستباز ٹھہرائے گئے ۔

توریت ہمیں بتاتی ہے کہ خدا نے ابراہیم علیہ السلام سے فرمایا کہ "اب آسمان کی طرف نِگاہ کر اور اگر تُو ستاروں کو گِن سکتا ہے تو گِن اور اُس سے کہا کہ تیری اَولاد اَیسی ہی ہو گی"۔ ابرام (ابراہیم علیہ السلام کا پہلا نام) خدا پر ایمان لائے اور اس بات کو اُن کے حق میں راستبازی شمار کیا گیا ۔ (پیدایش 15باب5-6آیات)۔

ابراہیم علیہ السلام خدا کے حضور نہایت قیمتی چیز قربان کرنے کو تیار تھے ۔

ابراہیم علیہ السلام خدا پر ایمان رکھتے تھے اور اس بات نے اُنہیں مکمل طور پر خدا کی پیروی کے لیے وقف کر دیا تھا ۔ قرآن بیان کرتا ہے کہ "بیشک ابراہیم ایک امام تھا اللہ کا فرمانبردار اور سب سے جدا اور مشرک نہ تھا"(سورۃ النّحل آیت 120)۔

قرآن مجید اور توریت دونوں ہمیں بتاتے ہیں کہ خدا نے ابراہیم علیہ السلام سے فرمایا کہ وہ اپنے بیٹے کو اُس کے حضورقربان کرے ۔ ابراہیم علیہ السلام جو اتنے عرصے سےاولاد کے پیدا ہونے کا انتظار کر رہے تھے اُن کے لیے بیٹا یقیناً سب چیزوں سے سے قیمتی تھا۔ تاہم جب خُدا نے اُنہیں اپنے بیٹے کو قربان کرنے کو کہا تو ابراہیم علیہ السلام خوشی سے ایسا کرنے کو تیار ہو گئے۔

قرآن مجید میں ہم پڑھتے ہیں "پھر جب وہ اس کے ساتھ کام کے قابل ہوگیا کہا اے میرے بیٹے مَیں نے خواب دیکھا مَیں تجھے ذبح کرتا ہوں اب تو دیکھ تیری کیا رائے ہے (بیٹے نے) کہا اے میرے باپ کیجئے جس بات کا آپ کو حکم ہوتا ہے، خدا نے چاہا تو قریب ہے کہ آپ مجھے صابر پائیں گے۔ تو جب اُن دونوں نے ہمارے حکم پر گردن رکھی اور باپ نے بیٹے کو ماتھے کے بل لٹایا اس وقت کا حال نہ پوچھ اور ہم نے اُسے ندائی فرمائی کہ اے ابراہیم، بیشک تو نے خواب سچ کردکھایا ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو، بیشک یہ روشن جانچ تھی، اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ اس کے فدیہ میں دے کر اسے بچالیا (سورۃ الصّافات آیات102 -107)۔

خدا ہمیں کس بات میں فرمانبرداری کرنے کو کہہ رہا ہے؟ کیا ہم خُدا کی فرمانبرداری کرنے کو تیار ہیں چاہے اِس کے لیے ہمیں کتنی ہی بڑی قیمت ادا کیوں نہ کرنی پڑے؟ اگر خدا کی

فرمانبرداری تقاضا کرتی ہے تو کیا ہم اُس چیز کو چھوڑنے کو تیار ہیں جو ہمارے نزدیک بڑی قیمتی ہے ؟

بلاشبہ خدا کے لیے ابراہیم علیہ السلام کی محبت اس قدر گہری تھی کہ وہ اپنے بیٹے کو قربان کرنے کو بھی تیار تھے۔ گوکہ ابراہیم علیہ السلام کی خدا سے بڑی گہری محبت ہے توکیا آپ کو لگتا ہے کہ انسان کے لیے خدا کی محبت اس سے بھی گہری ہے؟ کیا خدا انسان سے اس قدر محبت رکھتا ہے کہ وہ بھی ہماری خاطر اپنی کوئی قیمتی چیز قربان کرنے کو تیار ہے؟

خدا نے ہمارے لیے اپنی محبت کا اظہار کیا ہے ۔

خدا محبت کرنے والا خدا ہے ۔ قرآن مجید اور توریت دونوں ہمیں بتاتے ہیں کہ ا س کہانی کے آخر میں خدا نے ابراہیم علیہ السلام کو اپنے بیٹے کو قربان کرنے نہ دیا بلکہ اس کے بجائے اُسے ایک فدیہ فراہم کیا جو اس کے بیٹے کی جگہ قربان ہوا۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ قرآن مجید ہمیں بتاتا ہے کہ خدا کی طرف سے پیش کردہ جانور کو ایک بڑی قربانی کہا گیا ہے جس سے مراد خدا کے نزدیک بہت زیادہ اہمیت اور قدر کی حامل چیز ہے ۔ محض ایک عام جانور بڑی قربانی کیوں کہلایا؟ کیا ہو سکتا ہے کہ جانور کی یہ قربانی اِس سے بھی بڑی اُس قربانی کی طرف اشارہ کر رہی ہو جو مستقبل میں ہونے والی ہے ؟ توریت میں اس واقعے کا بیان بالکل اِسی بات کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

توریت میں ہم پڑھتے ہیں "اور ابرہاؔم نے ہاتھ بڑھا کر چُھری لی کہ اپنے بیٹے کو ذبح کرے۔ تب خُداوند کے فرِشتہ نے اُسے آسمان سے پُکارا کہ اَے ابرہاؔم اَے ابرہاؔم ! اُس نے کہا مَیں حاضِر ہُوں۔ پھر اُس نے کہا کہ تُو اپنا ہاتھ لڑکے پر نہ چلا اور نہ اُس سے کُچھ کر کیونکہ مَیں اب جان گیا کہ تُو خُدا سے ڈرتا ہے اِس لئے کہ تُو نے اپنے بیٹے کو بھی جو تیرا اِکلوتا ہے مجھ سے دریغ نہ کِیا۔ اور ابرہاؔم نے نِگاہ کی اور اپنے پیچھے ایک مینڈھا دیکھا جس کے سینگ جھاڑی میں اٹکے تھے ۔ تب ابرہاؔم نے جا کر اُس مینڈھے کو پکڑا اور اپنے بیٹے کے بدلے سوختنی قُربانی کے طَور پر چڑھایا۔ اور ابرہاؔم نے اُس مقام کا نام یہوواہ یِری رکھّا چُنانچہ آج تک یہ کہاوت ہے کہ خُداوند کے پہاڑ پر مُہیّا کِیا جائے گا۔ (پیدایش 22باب 10-14آیات)۔

اس سے پہلی والی آیات میں، جب ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے نے اُن سے پوچھا کہ قربانی کا جانور کہاں ہے تو ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا کہ خدا آپ اپنے لیے برّہ فراہم کرے گا تاکہ اُس کے بیٹے کو مرنا نہ پڑے۔ لیکن آخر میں خدا نے ابراہیم علیہ السلام کو جو چیز مہیا کی وہ برّہ نہیں بلکہ ایک مینڈھا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام مسلسل اُس دن کا منتظر رہا جب خدا واقعی اُس پہاڑ پر قربانی کے واسطے ایک برّہ مہیا کرے گا۔ اس لیے ابراہیم علیہ السلام نے اُس جگہ کا نام "خدا نے مہیا کر دیا ہے " کی بجائے "یہوواہ یری-خدا مہیا کرے گا" رکھا۔

قرآن اور تورات دونوں میں خدا ہی وہ ہستی ہے جو ہماری جانوں کوبچانے کے لیے فدیہ فراہم کرتا ہے ۔ صرف خدا ہی ہمیں بچا سکتا ہے۔ قرآن مجید اس سچائی کی تعلیم اُس وقت دیتا ہے جب وہ بیان کرتا ہے کہ " چھوڑ دے اُن کو جنہوں نے اپنا دین ہنسی کھیل بنا لیا اور انہیں دنیا کی زندگانی نے فریب دیا اور قرآن سے نصیحت دو کہ کہیں کوئی جان اپنے کئے پر پکڑی نہ جائے اللہ کے سوا نہ اس کا کوئی حمایتی ہو نہ سفارشی اور اگر اپنے عوض سارے بدلے دے تو اِس سے نہ لیے جائیں یہ ہیں وہ جو اپنے کیے پر پکڑے گئے انہیں پینے کا کھولتا پانی اور درد ناک عذاب بدلہ اُن کے کفر کا (سورۃالانعام آیت 70)۔

لیکن خدا اپنے رحم میں ہمیں سزا سے بچائے گا ۔ کوئی اور ایسا نہیں کر سکتا۔ ہم اپنے لیے فدیہ نہیں دے سکتا۔ وہ فدیہ کیسا بیش قیمت ہے جو خدا ہمیں بچانے کے لیے مہیا کرے گا ۔

جانوروں کی قربانیوں کی اہمیت

جانوروں کی قربانیاں خدا کے حضور اہمیت رکھتی ہیں ۔ ابراہیم علیہ السلام کے معاملے میں خدا نے اُنہیں محض اپنے بیٹے کو قربان کرنے سے روک کر واپس نہیں بھیجا تھا۔ ایسا نہیں ، بلکہ خدا نے اصل میں اُن کو ایک جانور مہیا کیا تاکہ ابراہیم علیہ السلام اُسے قربان کر سکے ۔

ابراہیم علیہ السلام کے معاملے میں جانور کی قربانی نے اُس کے بیٹے کی جان بچائی ۔ قرآن میں ایک دلچسپ کہانی پائی جاتی ہے جو بتاتی ہے کہ قربانی کا جانور کیسے کسی مُردے کو بھی زندہ کر سکتا ہے۔ جب لوگوں کو کسی شخص کے قتل کے حوالے سے شبہ ہو، کہ اُسے کس نے مارا ہے تو اُس صورت میں اُن کے لیے حکم تھا کہ وہ ایک بے عیب جانور کو قربان کریں۔جب مردہ شخص کا بدن قربانی کے جانور کو چھوتا تو وہ دوبارہ زندہ ہو جاتا۔

"کہا وہ فرماتا ہے کہ وہ ایک گائے ہے جس سے خدمت نہیں لی جاتی کہ زمین جوتے اور نہ کھیتی کو پانی دے بے عیب ہے جس میں کوئی داغ نہیں بولے اب آپ ٹھیک بات لائے تو اُسے ذبح کیا اور (ذبح) کرتے معلوم نہ ہوتے تھے اور جب تم نے ایک خون کیا تو ایک دوسرے پر اس کی تہمت ڈالنے لگے اور اللہ کو ظاہر کرنا تھا جو تم چھپاتے تھے، تو ہم نے فرمایا اس مقتول کو اس گائے کا ایک ٹکڑا مارو اللہ یونہی مُردے جلائے گا۔ اور تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے کہ کہیں تمہیں عقل ہو۔" (سورۃ البقرۃ آیات 71 -73)۔

قرآن مجید اور توریت دونوں جانوروں کی قربانی اور جس چیز کو یہ قربانی پیش کرتی ہے اُسےبہت اہمیت دیتے ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام کے بعد خدا نے ایک اور نبی کوجانوروں کی قربانی کے پورے نظام کے بارے میں زیادہ تفصیلی ہدایات کیں۔ وہ شخص کون ہے ؟

گوکہ جانوروں کی قربانیاں اہمیت کی حامل ہیں لیکن اگر ہمارے دل خدا کے حضور درست نہیں تو جانوروں کی محض رسمی قربانیاں اُس کے نزدیک کچھ معنی نہیں رکھتی ۔

قرآن مجید فرماتا ہے کہ "قربانی کے ڈیل دار جانور اور اونٹ اور گائے ہم نے تمہارے لیے اللہ کی نشانیوں سے کیے تمہارے لیے اِن میں بھلائی ہے تو ان پر اللہ کا نام لو ایک پاؤں بندھے تین پاؤں سے کھڑے پھر جب ان کی کروٹیں گرجائیں تو ان میں سے خود کھاؤ اور صبر سے بیٹھنے والے اور بھیک مانگنے والے کو کھلاؤ، ہم نے یونہی اُن کو تمہارے بس میں دے دیا کہ تم احسان مانو۔ اللہ کو ہرگز نہ اُن کے گوشت پہنچتے ہیں نہ ان کے خون ہاں تمہاری پرہیزگاری اس تک باریاب ہوتی ہے یونہی اُن کو تمہارے بس میں کردیا کہ تم اللہ کی بڑائی بولو اِس پر کہ تم کو ہدایت فرمائی، اور اے محبوب! خوشخبری سناؤ نیکی والوں کو (سورۃ الحج آیات 36-37)۔

زبور کی کتاب بھی بالکل ایسی ہی سچائی کو دُہراتی ہے جب داؤد نبی لکھتا ہے "کیونکہ قُربانی میں تیری خُوشنُودی نہیں ورنہ مَیں دیتا ۔ سوختنی قُربانی سے تجھے کُچھ خُوشی نہیں۔ شکستہ رُوح خُدا کی قُربانی ہے۔ اَے خُدا تُو شکستہ اور خستہ دِل کو حقیر نہ جانے گا --- تُو صداقت کی قُربانیوں اور سوختنی قُربانی اور پُوری سوختنی قُربانی سے خُوش ہوگا اور وہ تیرے مذبح پر بچھڑے چڑھائیں گے۔ (51 زبور16 -19آیات)۔

کیا ہم خدا کے ساتھ اپنے تعلق کو محض مذہبی رسومات ادا کرنے کے طور لیتے ہیں؟ کیا

ہمارا دل واقعی خدا کی تلاش میں ہے؟

قرآن مجید اور توریت دونوں میں ابراہیم علیہ السلام کے بیانات سے ہم نے سیکھا ہے کہ وہ واقعی خدا کے حضور بڑی عزت والا شخص تھا۔ ابراہیم علیہ السلام کے بعد ایک اور نبی ہے جسے خدا کی طرف سے بڑی عزت دی گئی تھی۔ یہاں تک کہ انہیں اُن لوگوں میں سے ایک کے طور پر بیان کیا گیا تھا جو خداکے قریب تر ہیں ۔ وہ شخص کون ہے ؟

ابراہیم علیہ السلام اگرچہ خدا کےدوست کہلائے مگر اُن کی زندگی میں ایسے اوقات تھے جب اُنہوں نے گناہ کیا اوراُنہیں خدا سے معافی مانگنی پڑی تھی۔ کیا قرآن مجید، توریت ، زبور اور انجیلِ مقدس میں کوئی ایسا شخص ہے جو گناہ سے مبّرا ہو اور اُس نے کبھی خدا سے معافی طلب نہ کی ہو؟

آئیے اپنے روحانی سفر میں مزید گہرائی میں جاتے ہیں کیونکہ دیگر ابواب میں ہم مزید سیکھتے ہیں۔

2.سیدناموسیٰ علیہ السلام

خدانے سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے براہ راست کلام کیا

ابراہیم علیہ السلام وہ نبی تھے جو خدا کے بڑےقریب تھے اور اُس کا دوست کہلائے تھے ۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام ایک اور نبی تھے جو خدا کے بڑے قریب تھے۔ قرآن مجید اور توریت دونوں ہمیں بتاتے ہیں کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام خدا کے اس قدر قریب تھے کہ خدا فرشتے کے ذریعے سے نہیں بلکہ خود زمین پر آکر اُن سے براہ راست ہمکلام ہوا تھا۔

قرآن مجید فرماتا ہے کہ "اللہ نے موسیٰ سے حقیقتاً کلام فرمایا " (سورۃ النساء آیت 164)۔
توریت بیان کرتی ہے کہ "جَیسے کوئی شخص اپنے دوست سے بات کرتا ہے وَیسے ہی خُداوند رُوبرُو ہو کر مُوسیٰ سے باتیں کرتا تھا " (خروج 33باب 11آیت)۔
قرآن مجید اور توریت دونوں خدا کے زمین پر آنے اور سیدنا موسیٰ سے براہ راست ہمکلام ہونے کے واقعے کو قلمبند کرتے ہیں۔

قرآن مجید بیان کرتا ہے "پھر جب موسیٰ نے اپنی میعاد پوری کردی اور اپنی بی بی کو لے کر چلا طُور کی طرف سے ایک آگ دیکھی اپنی گھر والی سے کہا تم ٹھہرو مجھے طُور کی طرف سے ایک آگ نظر پڑی ہے شاید میں وہاں سے کچھ خبر لاؤ ں یا تمہارے لیے کوئی آ گ کی چنگاری لاؤں کہ تم تاپو، پھر جب
آگ کے پاس حاضر ہوا ندا کی گئی میدان کے دہنے کنارے سے برکت والے مقام میں پیڑ سے کہ اے موسیٰ! بیشک مَیں ہی ہوں اللہ رب سارے جہان کا"(سورۃ القصص آیات 29-30)۔

توریت ہمیں بتاتی ہے کہ "اُس نے نِگا ہ کی اور کیا دیکھتا ہے کہ ایک جھاڑی میں آگ لگی ہُوئی ہے پر وہ جھاڑی بھسم نہیں ہوتی۔ تب مُوسیٰ نے کہا مَیں اب ذرا اُدھر کترا کر اِس بڑے منظر کو دیکھوں کہ یہ جھاڑی کیوں نہیں جل جاتی۔ جب خُداوند نے دیکھا کہ وہ دیکھنے کو کترا کر آرہا ہے تو خُدا نے اُسے جھاڑی میں سے پُکارا اور کہا اَے مُوسیٰ ! اَے مُوسیٰ ! اُس نے کہا مَیں حاضر ہُوں" (خروج3باب 2-4آیات)۔

ہم خدا کی مرضی کے مطابق زندگی بسر کرنے کے لیے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی زندگی سے کیا سیکھ سکتے ہیں؟ پہلی بات، ابراہیم علیہ السلام کی طرح سیدنا موسیٰ علیہ السلام بہت سے معبودوں کی عبادت نہیں کرتے تھے بلکہ وہ یہ تعلیم دیتے تھے کہ خدا صرف ایک

ہی ہے -

سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے توریت میں تعلیم دی کہ "سُن اَے اِسرؔائیل ! خُداوند ہمارا خُدا ایک ہی خُداوند ہے" (استثنا6باب 4آیت)۔

سچا مذہب ہمیشہ واحد خدا پر ایمان کے ساتھ شروع ہوتا ہے ۔ خدا اس قدر عظیم ہے کہ ہم کسی اور کو اُس کا شریک نہیں ٹھہر اسکتے۔خدا ماضی میں اپنے نبیوں سے ہمکلام ہوتا تھا۔ خدا آج بھی اپنے لوگوں سے بالخصوص اپنے کلام کے وسیلہ سے "ہمکلام " ہونے کے عمل کو جاری رکھےہوئے ہے۔ کیا جب خدا ہم سے ہمکلام ہوتا ہے تو ہم دھیان دے رہے ہیں ؟ کیا ہم توریت، زبور اور انجیلِ مقدس میں خدا کے کلام کو پڑھنے اور اُس پر غور کرنے میں مناسب وقت صرف کرتے ہیں؟

خدا سیدنا موسیٰ علیہ السلام پر اپنے رحم کوظاہر کرتا ہے ۔

ہم نے اُوپر پڑھا تھا کہ ابراہیم علیہ السلام نےخدا کی قربت میں ہوتے ہوئے بھی گناہ کیا تھا اور خدا نے اُسے معاف کر دیا تھا۔ اسی طرح ہم قرآن مجید اور توریت دونوں میں پڑھتے ہیں کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے قتل کا سنگین گناہ کیا تھا اور خدانے اپنے رحم کے پیشِ نظر اِس گناہ کو بھی معاف کر دیا تھا۔

اپنے رحم کے پیشِ نظرقرآن مجید ہمیں سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بتاتا ہے کہ "اس شہر میں داخل ہوا جس وقت شہر والے دوپہر کے خواب میں بے خبر تھے تو اس میں دو مرد لڑتے پائے، ایک موسیٰ کے گروہ سے تھا اور دوسرا اُس کے دشمنوں سے تو وہ جو اس کے گروہ سے تھا اس نے موسیٰ سے مدد مانگی، اُس پر جو اس کے دشمنوں سے تھا، تو موسیٰ نے اس کے گھونسا مارا تو اس کا کام تما م کردیا کہا یہ کام شیطان کی طرف سے ہوا بیشک وہ دشمن ہے کھلا گمراہ کرنے والا" عرض کی، اے میرے رب! مَیں نے اپنی جان پر زیادتی کی تو مجھے بخش دے تو رب نے اُسے بخش دیا، بیشک وہی بخشنے والا مہربان ہے (سورۃ القصص آیات 15 -16)۔

توریت ہمیں بتاتی ہے کہ "اِتنے میں جب مُوسیٰ بڑا ہُؤا تو باہر اپنے بھائیوں کے پاس گیا اور اُن کی مشقّتوں پر اُس کی نظر پڑی اور اُس نے دیکھا کہ ایک مِصری اُس کے ایک عبرانی بھائی کو مار رہا ہے۔ پِھر اُس نے اِدھر اُدھر نِگاہ کی اور جب دیکھا کہ وہاں کوئی دُوسرا آدمی نہیں ہے تو اُس مِصری کو جان سے مار کر اُسے ریت میں چُھپا دِیا" (خروج2باب 11-12آیات)۔

ہم خدا کے دو عظیم نبیوں ابراہیم علیہ السلام اور سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں جو کچھ پڑھتے ہیں اس سے ہم یہ سیکھتے ہیں کہ انسان کا گناہ میں پڑنا یقینی ہے۔ تاہم جب ہم گناہ کرتے ہیں تو ہمیں یقین ہوتا ہے کہ خُدا رحیم اور مہربان ہے۔ اگر ہم توبہ کرتے ہیں تو خُدا ہمیں معاف کرنے کے لیے تیار ہے اور ہمیں اپنے عظیم کاموں کے لیے استعمال کرنا جاری رکھ سکتا ہےجیسا کہ اُس نے ابراہیم علیہ السلام اور سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے معاملہ میں کیا تھا۔ کیا ہم اپنے گناہوں کا اقرارکرنے کے لیے باقاعدگی سے خُدا کے پاس آتے ہیں؟

خدا کی فرمانبرداری کے واسطے سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے بڑی قربانیاں دیں۔

ہم نےپچھلے باب میں دیکھاکہ ابراہیم علیہ السلام کو حالانکہ اپنے بیٹےکو قر بان کرنا تھا مگروہ خدا کی فرمانبرداری کے لیےکس قدرتیار تھے۔ اسی طرح جب سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے خدا کی فرمانبردار ی کرنے کا فیصلہ کیا تو اُنہیں بھی بہت بڑی قربانی دینی پڑی ۔ خدا نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا تھا کہ وہ فرعون سے کہیں کہ وہ بنی اسرائیل کو ملکِ مصر سے جانے دے۔ سیدنا موسیٰ کے پاس خوفزدہ ہونے کی ہر وجہ موجودتھی۔ مصری قوم بہت طاقتور تھی اور سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو مصر کے بادشاہ سے کہنا تھا کہ وہ خدا کے لوگوں کو جانے دے ۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو ایسا کرنے کے لیے اپنی جان کو خطرے میں ڈالنا پڑنا

تھا۔ اس خطرے کے باوجود اُس نے خدا کا حکم مانا۔

ہم اِن دوانبیاءجو خدا کے بڑے قریب تھے یعنی ابراہیم علیہ السلام اور سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی زندگیوں سے کچھ ہم اسباق سیکھ سکتے ہیں ۔ دونوں آدمی واحد سچے خدا پر ایمان رکھتے تھے اور وہ ہر طرح کی قیمت سے قطع نظر خدا کی فرمانبرداری کے لئے پوری طرح پُرعزم تھے۔ اگر آپ جانتے ہیں کہ خُدا آپ کو کسی بات میں اُس کی فرمانبرداری کے لیے بلا رہا ہے تو کیا آپ خُدا کی فرمانبرداری کے لیے تیار ہوں گے چاہے اس کے لیے بڑی قیمت ہی کیوں نہ چکانی پڑے ؟

بہت سال بعد، سیدنا مسیح نے بھی اپنے شاگردوں کو خبردار کیا کہ وہ اُن سے پہلے ہوگزرے نبیوں کی طرح ایذار سانی کا سامنا کریں گے۔ لیکن چونکہ خدا کی پیروی کی قیمت بہت بڑی ہے اسی لیے اُس کا اجر بھی بہت بڑا ہے ۔

سیدنا مسیح انجیل میں فرماتے ہیں کہ "جب میرے سبب سے لوگ تم کو لَعن طعن کریں گے اور ستائیں گے اور ہر طرح کی بُری باتیں تمہاری نسبت ناحق کہیں گے تو تُم مُبارک ہو گے۔ خُوشی کرنا اور نِہایت شادمان ہونا کیونکہ آسمان پر تمہارا اجر بڑا ہے اِس لئے کہ لوگوں نے اُن نبیوں کو بھی جو تُم سے پہلے تھے اِسی طرح ستایا تھا" (متی 5باب 11-12آیات)۔

خدانے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو بہت سے نشان و معجزات عطا کئے ۔

جب خدا ہمیں کسی بات میں اپنی پیروی کرنے کے لئے بلاتا ہے تو وہ ہمیں بے یارومددگار نہیں چھوڑتا۔ وہ اُس کام کو پورا کرنے کےلیے ہمیشہ ہمیں وسائل فراہم کرتا ہے۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو خدا کی طرف سے ایک بہت مشکل کام کرنے کے لئے بلایا گیا تھا کہ وہ فرعون کو خدا کے لوگوں کو جانے دینے پر مجبور کرے۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی مدد کرنے کے لیے خدا نے اُسے بہت سے مافوق الفطرت نشان عطا کئے جو فرعون کو قائل کریں گے کہ خدا سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہے۔

قرآن مجید ہمیں بتاتا ہے کہ "ہم نے موسیٰ کو نو روشن نشانیاں دیں تو بنی اسرائیل سے پوچھو جب وہ اُن کے پاس آیا تو اس سے فرعون نے کہا، اے موسیٰ! میرے خیال میں تو تم پر جادو ہوا " (سورۃ بنی اسرائیل/الاسَراء آیت 101)۔

اگرچہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اِن نو نشانوں کو مصریوں کے درمیان ظاہر کیا لیکن فرعون نے توبہ نہ کی۔ اس بات کو تسلیم کرنے کی بجائے کہ خدا سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہے اُس نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام پر جادو گری کرنے کا الزام لگایا۔

توریت اُس دسویں نشان کا ذکر کرتی ہے جو فرعون کے بالآخر ہار ماننے اور خدا کے لوگوں کو مصر سے جانے دینے کا باعث بنا۔ دسواں نشان خدا کا مصرمیں سے گزرنا اور ہرمصری پہلوٹھے کو ہلاک کرنا ہے ۔

پس سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے کہاکہ " خُداوند یُوں فرماتا ہے کہ مَیں آدھی رات کو نِکل کر مِصرؔ کے بِیچ میں جاؤُں گا۔ اور مُلکِ مِصرکے سب پہلَوٹھے فِرعو ن جو تخت پر بیٹھا ہے اُس کے پہلَوٹھے سے لے کر وہ لَونڈی جو چکّی پِیستی ہے اُس کے پہلَوٹھے تک اور سب چَوپایوں کے پہلَوٹھے مَر جائیں گے"(خروج 11باب 4-5آیات)۔

لیکن خدا اپنے لوگوں سے پیار کرتا تھااور اُنہیں موت سے بچانے کے لیے اُس کے پاس ایک منصوبہ تھا۔ جس طرح مینڈھا ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے کے لیے فدیہ بنا اور اُس کی جگہ قربان ہوا اُسی طرح عوضی موت کے اُصول نے اسرائیلیوں کو ہلاکت سے بچایا۔ اگر کوئی خاندان بے عیب جانور کو قربان کرتا اور اُس کے خون کو اپنے گھر کی چوکھٹ پر لگاتا تو اُس خاندان میں پہلوٹھے کی موت نہیں ہونی تھی۔

توریت میں خدا سیدنا موسیٰ کو حکم دیتا ہے کہ "اِسرائیلیوں کی ساری جماعت سے یہ کہہ دو کہ اِسی مہِینے کے دسویں دِن ہر شخص اپنے آبائی خاندان کے مُطابِق گھر پیِچھے ایک برّہ لے۔ تمہارا برّہ
بے عَیب اور یکسالہ نر ہو اور اَیسا بچّہ یا تو بھیڑوں میں سے چُن کر لینا یا بکریوں میں سے۔ اور تُم اُسے اِس مہِینے کی چودھوِیں تک رکھ چھوڑنا اور اِسرائیلیوں کے قبیلوں کی ساری جماعت شام کو اُسے ذبح کرے۔ اور تھوڑا سا خُون لے کر جن گھروں میں وہ اُسے کھائیں اُن کے دَروازوں کے دونوں بازُوؤُں اور اُوپر کی چَوکھٹ پر لگا دیں۔ اِس لئے کہ مَیں اُس رات مُلکِ مِصرؔ میں سے ہو کر گُذروں گا اور اِنسان اور حَیوان کے سب پہلَوٹھوں کو جو مُلکِ مِصر میں ہیں ماروُں گا اور مِصرکے سب دیوتاؤں کو بھی سزا دُوں گا ۔ مَیں خُداوند ہُوں۔ اور جِن گھروں میں تُم ہو اُن پر وہ خُون تُمہاری طرف سے نِشان ٹھہرے گا اور مَیں اُس خُون کو دیکھ کر تُم کو چھوڑتا جاؤُں گا اور جب مَیں مِصر یوں کو ماروُں گا تو وبا تمہارے پاس پھٹکنے کی بھی نہیں کہ تم کو ہلاک کرے" (خروج 12باب 3، 5-7، 12-13آیات)۔

ابرہام کے بیٹے کے قربان ہونے کی بجائے ایک جانور اُس کی جگہ قربان ہوا۔ مصر میں پہلوٹھوں کے مرنے کے بجائے وہ جانور اُن کی خاطر مرے جن کو قربان کیا گیا تھا۔ ایک عام اُصول ہے کہ جانوروں کی قربانیاں کسی حد تک ایک عوضی کے طور پر کام کرتی ہیں ۔

سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے جانوروں کی قربانیوں کی تعلیم دی۔

اپنے گناہوں کو دور کرنے اور اپنی جانوں کو موت سے بچانے کے لیےسیدنا موسیٰ علیہ السلام نے لوگوں کو جانوروں کی قربانی کی اہمیت کے بارے میں سکھایا۔

توریت میں خدا نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ " بنی اِسرائیل سے کہہ کہ تُم خطا

کی قُربانی کے لئے ایک بکرا اور سوختنی قُربانی کے لئے ایک بچھڑا اور ایک برّہ جو یکسالہ اور بے عیب ہوں لو" (احبار9باب 3آیت).

قرآن مجید بھی اُس وقت خدا کے حضور قربانیاں چڑھانے کے بارے میں بات کرتا ہے جب آپ حج کے خاص تقاضوں کو پورا کرنے کے قابل نہیں ہوتے ۔ مسلمانوں کا ماننا ہے کہ حج کرنے کے بعد وہ اپنے تمام گناہوں سے پاک ہو جاتے ہیں ۔

" اور خدا (کی خوشنودی) کے لئے حج اور عمرے کو پورا کرو۔ اور اگر (راستےمیں) روک لئے جاؤ تو جیسی قربانی میسر ہو (کردو) اور جب تک قربانی اپنے مقام پر نہ پہنچ جائے سر نہ منڈاؤ۔ اور اگر کوئی تم میں بیمار ہو یا اُس کے سر میں کسی طرح کی تکلیف ہو تو (اگر وہ سر منڈالے تو) اُس کے بدلے روزے رکھے یا صدقہ دے یا قربانی کرے پھر جب (تکلیف دور ہو کر) تم مطمئن ہوجاؤ تو جو (تم میں) حج کے وقت تک عمرے سے فائدہ اٹھانا چاہے وہ جیسی قربانی میسر ہو کرے----" (سورة البقرة آیت 196).

مشہور مسلم عالم امام غزالی سکھاتا ہے "بڑے پیمانے پر قربانی کرنا لوگوں کو خدا کے قریب لاتا ہے ۔ اُمید ہے کہ خدا قربان ہونے والے جانور کے ہر عضو کے بدلےآپ کے عضو کو جہنم کی آگ سے بچائے گا" (احیاء علم الدین جلد 1 صفحہ نمبر 257).

گناہوں کے معاف کئے جانے سے پہلے خدا کے حضور قربانیاں چڑھاناکیوں ضروری ہے ۔ کیا یہ اس وجہ سے ہے کہ خدا جو راست منصف ہے گناہ کو نظر انداز نہیں کرسکتا اور اِس لیے سزا یا تو ہمیں یا کسی فدیے کو قربان کرنے کے ذریعے چکائی جاتی ہے؟

قربانی کا جانور بے عیب کیوں ہونا چاہیے؟ کوئی چیز جو خود عیب دار ہے کیا ہمارے گناہوں اورعیبوں کو دور کر سکتی ہے؟

کیا عام جانور اس قدر بیش قیمت ہیں کہ وہ بنی نوع انسان کے عوضی کے طور پر کام کر سکیں یا کیا وہ محض علامتی یا کوئی بڑی قربانی ہیں -جسے قرآن مجید ایک اہم قربانی قرار دیتا ہے؟

خدانے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو اپنا کلام بخشا۔

قرآن مجید اور انجیلِ مقدس دونوں ہمیں بتاتے ہیں کہ خدا نےسیدنا موسیٰ کو توریت (یا شریعت) عطا کی تاکہ اپنے لوگوں پر یہ ظاہر کرے کہ اُنہیں اپنی زندگیاں خدا کے ساتھ درست تعلق میں کیسے گزارنی چاہییں ۔

قرآن مجید بیان کرتا ہے کہ "پھر ہم نے سیدنا موسیٰ کو کتاب عطا فرمائی پورا احسان کرنے کو اس پر جو نیکوکار ہے اور ہر چیز کی تفصیل اور ہدایت اور رحمت کہ کہیں وہ اپنے رب سے ملنے پر ایمان لائیں " (سورةالانعام آیت 154).

انجیلِ مقدس بیان کرتی ہے کہ "کیا مُوسیٰ نے تمہیں شرِیعت نہیں دی؟ " (یوحنا 7باب 19آیت).
مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ خدا نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو توریت (شریعت) دینے کے بعد اُس نے زبور ، انجیلِ مقدس اور آخر میں قرآن مجید بھی عطا کیا جو پیغمبرِ اسلام کے زمانے میں لوگوں کے پاس موجود تمام سابقہ صحائف سے متفق تھا۔

قرآن مجید میں خدا نے پیغمبرِ اسلام سے فرمایا کہ"وہ کتاب جو ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی وہی حق ہے اپنے سے اگلی کتابوں کی تصدیق فرماتی ہوئی، بیشک اللہ اپنے بندوں سے

خبردار دیکھنے والا ہے" (سورۃ فاطِر آیت 31)۔

قرآن مجید تصدیق کرتا ہے کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام سےلے کر نبی کریم تک کے اُس تمام طویل عرصہ کے دوران کوئی بھی انسان خدا کے کلام کو مسخ نہ کر سکا تھا کیونکہ خدا نے خود بڑی حفاظت سے اِسے محفوظ رکھا۔

قرآن مجید میں خدا نے پیغمبرِ اسلام سے فرمایا"اور اَے محبوب ہم نے تمہاری طرف سچی کتاب اتاری اگلی کتابوں کی تصدیق فرماتی اور ان پر محافظ و گواہ ---"(سورۃ المائدۃ آیت 48آیت)۔

بائبل بھی خدا کی قدرت کے بارے میں گواہی دیتی ہے وہ اپنے کلام کو تحریف سے بچانے کے قابل ہے ۔بائبل مُقدس سکھاتی ہےکہ "ہاں گھاس مُرجھاتی ہے ۔ پھول کملاتا ہے پر ہمارے خُدا کا کلام ابد تک قائِم ہے" (یسعیاہ40 باب 8آیت)۔

خدا اِن تمام صدیوں کے دوران اپنے کلام کو پوری طرح محفوظ رکھتاہے کیونکہ اُس کا کلام بیش قیمت ہے ۔ کیا ہم باقاعدگی سے خدا کے کلام کو پڑھ رہے ہیں ؟ کیا ہم خدا کے کلام کو سمجھنے اور اُس کی تعلیمات پر دھیان گیان کرنے کی کوشش کرتے ہیں ۔

چونکہ خدا نے اِن تمام کتابوں میں ہمارے لیے اپنے پیغام کو عیاں کیا ہے لہذا وہ ہم سے اِن تمام کو پڑھنے اور جاننے کا تقاضا کرتا ہے ۔

قرآن مجید فرماتا ہے کہ "جو نہ مانے اللہ اور اس کے فرشتوں اور کتابوں اور رسولوں اور قیامت کو تو وہ ضرور دور کی گمراہی میں پڑا" (سورۃ النساء آیت 136)۔

سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے لوگوں کو توریت دی اور اُس راہ کا بڑی احتیاط سےانتخاب کرنے کو کہا جسے وہ چُننا چاہتے ہیں - خدا کی راہ جو زندگی کی طرف جاتی ہے یا پھر وہ غلط راہ جو موت کی طرف جاتی ہے ۔
توریت میں سیدنا موسیٰ علیہ السلام تعلیم دیتے ہیں کہ "مَیں نے زِندگی اور مَوت کو اور برکت اور لعنت کو تیرے آگے رکھّا ہے پس تُو زِندگی کو اِختیار کر کہ تُو بھی جِیتا رہے اور تیری اَولاد بھی---- (استثنا30باب19 -20آیات)۔

خدا یقیناً مہربان خدا ہے ۔ وہ ہم پر صحیح راہ کو ظاہر کرتا ہے مگر وہ ہمیں اُس راہ کو چننے پر مجبور نہیں کرتا۔ سچے دین میں کوئی زبردستی نہیں۔ خدا ہم سے چاہتا ہے کہ ہم صحیح راہ کے انتخاب میں اپنی آزاد مرضی کو کام میں لائیں ۔ قرآن مجید دین میں آزادی کی کی تعلیم دیتا ہے جب فرماتا ہے کہ "کچھ زبردستی نہیں دین میں بیشک خوب جدا ہوگئی ہے نیک راہ گمراہی سے ---" (سورۃ البقرۃ آیت 256)۔ تاہم ایک اور آیت میں نبی کریم لوگوں سے کہتے ہیں کہ "تمہیں تمہارا دین اور مجھے میرا دین " (سورۃ القریش آیت 6)

ہم خدا کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اُس نے ہمیں انتخاب کرنے کی یہ آزادی بخشی ہے اور خدا سے دُعا ہے کہ وہ ہمیں صحیح راستے کو پہچانے کی حکمت عطا کرے۔

خدا نے نبیوں کے وسیلہ سے ہمیں اپنا کلام عطا کیا جنھوں نے ایک کتاب کی شکل میں اِسے ہمارے سپرد کیا۔ کیا یہ واحد طریقہ ہے جس سے خدا کا کلام ہم پر ظاہر ہوا ہے ؟ کیا خدا کا کلام کسی انسان کی صورت میں بھی ہو سکتا ہے؟
سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے بعد پیدا ہونے والے ایک اور نبی کو خدا کا کلام قرار دیا گیا ۔ وہ شخص کون ہے ؟
سیدنا موسیٰ علیہ السلام اس دنیا میں قابلِ تعظیم شخص کہلائے لیکن جو اُن کے بعد آیا وہ اس

دنیا کے ساتھ ساتھ آخرت میں بھی قابلِ تعظیم کہلایا۔ وہ شخص کون ہے ؟

سیدنا موسیٰ نے اُس شخص کے بارے میں لوگوں کو واضح نشانیاں بتائیں تاکہ لوگ جان لیں کہ وہ خدا کی طرف سے ہے ۔ تاہم وہ شخص جو اُس کے بعد آیا اس نے نہ صرف یہ ثابت کرنے کے لیے واضح نشان ظاہر کئے کہ وہ خدا کی طرف سے ہے بلکہ وہ خود بنی نوع انسان کے لیے ایک نشان کہلایا۔ وہ شخص کون ہے ؟

3.سیدنا یسوع مسیح

سیدنا یسوع مسیح گناہ سے مبّرا ذات

ہم نے پچھلے ابواب میں دیکھا کہ ا گرچہ دوسرے نبی خدا کے قریب تھے تاہم انہوں نے گناہ سےپوری طرح پاک زندگی بسر نہیں کی تھی۔ جب ہم سیدنایسوع مسیح کی آتے ہیں تو ہم ایک منفرد شخص پاتے ہیں جس کا کسی گناہ سے کوئی تعلق نہیں ۔

قرآن مجید سکھاتا ہے کہ سیدنا مسیح پاک تھے۔ جب فرشتہ مریم کے پاس آیا تو اُس نے اُس سے کہاکہ "مَیں تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں کہ مَیں تجھے ایک ستھرا بیٹا دوں"(سورۃ مریم آیت19)۔

اس آیت میں موجود لفظ ستھرا کا قرآن مجید میں کسی اور شخص کے لیے استعمال نہیں کیا گیا۔انجیلِ مقدس میں سیدنا مسیح کو "قدوس" بھی کہا گیا۔ جب بدارواح سیدنا مسیح کو دیکھتی تو وہ جان جاتی کہ وہ کون ہے اور کہتی "کہ اَے یِسُو ع ناصری! ہمیں تجھ سے کیا کام؟ کِیا تُو ہم کو ہلاک کرنے آیا ہے؟ مَیں تجھے جانتا ہُوں کہ تُو کَون ہے۔ خُدا کا قُدُّوس ہے" (مرقس1باب 24آیت)۔

سیدنا مسیح نے خود تصدیق کی کہ وہ پاک ہیں جب اُنہو ں نے لوگوں سے پوچھا کہ "تم میں کَون مجھ پر گُناہ ثابت کرتا ہے؟ اگر مَیں سچ بولتا ہُوں تو میرا یقین کیوں نہیں کرتے؟" (یوحنا 8باب 46آیت)۔

ہم نے پچھلے باب میں دیکھا کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو اس دنیا میں قابلِ تعظیم شخصیت کے طور پر بیان کیا گیا۔ تاہم سیدنا مسیح کو نہ صرف اِس جہاں میں بلکہ آنے والے جہاں میں بھی قابلِ تعظیم شخصیت کے طور پر بیان کیا گیا۔ وہ خدا کے قریب ترین لوگوں میں سے بھی ہیں ۔

قرآن مجید ہمیں بتاتا ہے کہ فرشتہ نے فرمایا تھا کہ "اے مریم! اللہ تجھے بشارت دیتا ہے اپنے پاس سے ایک کلمہ کی جس کا نام ہے مسیح عیسیٰ مریم کا بیٹا رُو دار (باعزت) ہوگا دنیا اور آخرت میں اور قرب والا " (سورۃآل عمران آیت45)۔

اگر کوئی شخص پاک نہیں تو وہ خداکی قربت میں نہیں آسکتا۔

سیدنا مسیح خدا کا کلام

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو توریت کی صورت میں خدا کا کلام دیا گیا ۔ تاہم سیدنا مسیح قرآن مجید اور انجیلِ مقدس دونوں میں خدا کا کلام کہلائے۔

قرآن مجید فرماتا ہے کہ "اے مریم! اللہ تجھے بشارت دیتا ہے اپنے پاس سے ایک کلمہ کی جس کا نام ہے مسیح عیسیٰ مریم کا بیٹا رُو دار (باعزت) ہوگا دنیا اور آخرت میں اور قرب والا " (سورۃآل عمران آیت45)۔

انجیلِ مقدس ہمیں بتاتی ہے کہ جب سیدنا مسیح زمین پر پیداہوئے تو"کلام مُجسّم ہُؤا اور فضل اور سچّائی سے معمُور ہو کر ہمارے درمیان رہا " (یوحنا 1باب 14آیت)۔

کیا خدا کا کلام کوئی ابدی چیز ہے یا کوئی ایسی چیز جو کسی مخصوص وقت پر وجود میں آئی تھی؟ اگر خدا کا کلام ازل سے اُس کے ساتھ نہیں تھا تو کیا اِس کا یہ مطلب ہے کہ ایک وقت تھا جب خدا کے پاس رابطہ کرنےکی صلاحیت نہیں تھی، جو کہ ناممکن ہے؟

کیا یہ ممکن ہے کہ خدا کا کلام ابدی ہو، تاہم وہ کسی مخصوص وقت پر وجود میں آئے؟ مسلمان مانتے ہیں کہ قرآن مجید ابدی، خدا کا غیر تخلیق شدہ کلام ہے۔ تاہم مسلمان یہ بھی ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن مجید کا پیغام آسمان سے انسان پر تاریخ کے اُس خاص وقت پر نازل ہوا جب جبرائیل فرشتہ پیغمبرِ اسلام کے پاس پیغام لے کر آیا۔ اور چونکہ مسلمان اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ قرآن مجید غیر تخلیق شدہ چیز ہے اس لیے وہ مانتے ہیں کہ طبعی کتاب جو ان کے پاس ہے وہ اُس مخصوص وقت پر وجود میں آئی جب اُسے چھاپا گیا۔ جب ہم کہتے ہیں کہ خدا کا کلام سیدنا مسیح کی ذات میں مجسم ہوا تو اِس کا کیا مطلب ہے ؟

ہم سمجھ سکتے ہیں کہ بائبل کو خدا کا کلام اس لیے کہا جاتا ہے کیونکہ یہ خدا کا الہام ہے ۔ لیکن سیدنا مسیح خدا کا کلام کیوں کہلائے ؟ کیا سیدنا مسیح کو خدا کا کلام اس لیے کہا گیا کیونکہ وہ خدا کا زندہ الہام ہے؟

سیدنا مسیح انجیلِ مقدس میں سکھاتے ہیں کہ وہ خدا کو ظاہر کرتے ہیں ۔ اُس نے فرمایا کہ"اگر تُم نے مُجھے جانا ہوتا تو میرے باپ کو بھی جانتے ۔ --- جِس نے مُجھے دیکھا اُس نے باپ کو دیکھا " (یوحنا 14باب 7-9آیات)۔

یہ دلچسپ بات ہے کہ انجیلِ مقدس میں سیدنا مسیح نے خدا کو اپنا باپ اور خود کو خدا کا بیٹا قرار دیا۔ تاہم ہمیں اس سے کبھی یہ مطلب نہیں لینا چاہیے کہ سیدنا مسیح کو پیدا کرنے کے لیے خدا کو ایک بیوی کی ضرورت تھی۔

قرآن کی یہ آیت وضاحت کرتی ہے کہ خدا نے بیٹا پیدا کرنے کے لیے جنسی تعلق قائم نہیں کیا تھا کیونکہ اُس کی کوئی بیوی نہیں تھی۔

"بے کسی نمو نہ کے آسمانوں اور زمین کا بنانے والا، اسکے بچہ کہاں سے ہو حالانکہ اس کی عورت نہیں ---" (سورۃ الانعام آیت 101)۔

جب مسیحی سیدنا مسیح کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں تو یہ بات کردار اور کاموں کے لحاظ سے سمجھی جانی چاہیے ۔ اگرچہ جوہر کے لحاظ سے سیدنا مسیح یسوع باپ کے برابر ہیں لیکن وہ بیٹے کے طور پر کام کرتے ہیں ۔ سیدنا مسیح "بیٹے "کے طور پر باپ کے ماتحت تھے مگر اُن کی فطرت بالکل باپ جیسی تھی ۔

انجیلِ مقدس کہیں بھی یہ تعلیم نہیں دیتی کہ خدا کا مریم کے ساتھ جسمانی تعلق تھا اور یوں سیدنا مسیح کی پیدایش ہوئی تھی۔ نہیں ، بلکہ خدا نے اپنے رُوح کو مریم پر نازل کیا اور اُس نے سیدنا مسیح جنم دیا تھا ۔ یہ بات قرآن مجید اور انجیلِ مقدس دونوں میں سکھائی گئی ہے ۔

قرآن مجید فرماتا ہے کہ"ہم نے اس میں اپنی رُوح پھونکی اور اُسے اور اُس کے بیٹے کو سارے جہاں کے لیے نشانی بنایا " (سورۃ الانبیاء آیت 91)

انجیل بیان کرتی ہے کہ" رُوحُ القدس تجھ پر نازِل ہو گا اور خُدا تعالےٰ کی قدرت تجھ پر سایہ

ڈالے گی اور اِس سبب سے وہ مَولُودِ مُقدّس خُدا کا بیٹاکہلائے گا" (لوقا 1باب 35آیت)۔

سیدنا مسیح نسلِ انسانی کے لیے نشان

سیدنا موسیٰ کو یہ ثابت کرنے کے لیے نشان بخشے گئے کہ وہ خدا کے نبی ہیں ۔ سیدنا مسیح کو بھی بہت سے نشان بخشے گئے اور اُنہوں نے بے شما رمعجزات کے ذریعے ثابت کیا وہ خدا کی طرف سے تھے ۔

قرآن مجید میں لکھا ہے کہ سیدنا مسیح حتیٰ کہ لوگوں کو مُردوں میں سے زندہ کر نے جیسے بہت سے معجزے کرنے کے قابل تھا۔
قرآن مجید میں سید نا مسیح فرماتے ہیں کہ "مَیں شفا دیتا ہوں مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو اور میں مُردے جِلاتا ہوں اللہ کے حکم سے اور تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے اور جو اپنے گھروں میں جمع کر رکھتے ہو، بیشک ان باتوں میں تمہارے لئے بڑی نشانی ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو"(سورۃآل عمران آیت49)

چونکہ سیدنا مسیح کلام تھے اس لیے قرآن مجید ہمیں بتاتا ہے کہ وہ بچپن میں بھی بولنے کے قابل تھے۔ سیدنا مسیح مٹی سے پرندہ بنا کر اُس زندگی بخشنے کی قدرت رکھتے تھے ۔

"جب اللہ فرمائے گا اے مریم کے بیٹے عیسیٰ! یاد کر میرا احسان اپنے اوپر اور اپنی ماں پر جب میں نے پاک روح سے تیری مدد کی تُو لوگوں سے باتیں کرتا پالنے میں اور پکی عمر ہوکر اور جب مَیں نے تجھے سکھائی کتاب اور حکمت اور توریت اور انجیلِ مقدس اور جب تو مٹی سے پرند کی سی مورت میرے حکم سے بناتا پھر اُس میں پھونک مارتا تو وہ میرے حکم سے اڑنے لگتی ---(سورۃ المائدۃ آیت 110)

انجیلِ مقدس بھی ہمیں بتاتی ہے کہ سیدنا مسیح نے بہت سے معجزات کئے ۔
" ایک بڑی بھیڑ لنگڑوں۔ اندھوں۔ گُونگوں۔ ٹُنڈوں اور بہت سے اَور بیماروں کو اپنے ساتھ لے کر اُس کے پاس آئی اور اُن کو اُس کے پاؤں میں ڈال دِیا اور اُس نے اُنہیں اچھا کر دِیا" (متی 15باب 30آیت)۔
قرآن مجید کی طرح انجیلِ مقدس بھی سکھاتی ہے کہ سیدنا مسیح نہ صرف شفا دینے کے قابل تھے بلکہ وہ مرچکے لوگوں کو زندہ کرنے کے بھی قابل تھے

"پس یِسُو ع کو آ کر معلُوم ہُؤا کہ اُسے قَبر میں رکھّے چار دِن ہُوئے۔ یِسُو ع پِھر اپنے دِل میں نہایت رنجِیدہ ہو کر قبر پر آیا وہ ایک غار تھا اور اُس پر پتّھر دَھراتھا۔ یِسُو ع نے کہا پتّھر کو ہٹاؤ ۔ اُس نے بُلند آواز سے پُکارا کہ اَے لعزر نِکل آ۔ جو مَر گیا تھا وہ کفَن سے ہاتھ پاؤں بندھے ہُوئے نکل آیا اور اُس کا چِہرہ رُومال سے لپٹا ہُؤا تھا" (مکمل کہانی کے لیے دیکھیں یوحنا 11باب 17-44آیات)۔

قرآن مجید اور بائبل دونوں سکھاتے ہیں کہ سیدنا مسیح کو محض نشان نہیں بخشے گئے تھے بلکہ وہ خود بنی نوع انسان کے لیے ایک نشان تھے ۔

قرآن مجید کہتا ہے کہ جب خدا نے سیدنا مسیح کو بھیجنے کا فیصلہ کیا تو آسمان پر فرشتے آپس میں جھگڑے اوراُنہیں نے قرعہ ڈالا کہ سیدنا مسیح کی والدہ مریم کی دیکھ بھال کون کرے گا۔
ہم نے قرآن مجید میں آسمان پر رونما ہونے والے اس طرح کے جوش کے بارے میں کہیں نہیں پڑھا ہے۔

"تم ان کے پاس نہ تھے جب وہ اپنی قلموں سے قرعہ ڈالتے تھے کہ مریم کس کی پرورش میں رہیں اور تم اُن کے پاس نہ تھے جب وہ جھگڑ رہے تھے " (سورۃآل عمران آیت44)۔

آسمان پر اتنا جوش کیوں تھا؟ اس کی وجہ یہ تھی کہ انسانی تاریخ میں پہلی بار کنواری کے ہاں بچّہ پیدا ہونے والا تھا ۔

قرآن مجید ہمیں بتاتا ہے کہ مریم نے کہا" میرے لڑکا کہاں سے ہوگا مجھے تو کسی آدمی نے ہاتھ نہ لگایا نہ میں بدکار ہوں، کہا یونہی ہے تیرے رب نے فرمایا ہے کہ یہ مجھے آسان ہے، اور اس لیے کہ ہم اسے لوگوں کے واسطے نشانی کریں اور اپنی طرف سے ایک رحمت اور یہ کام ٹھہرچکا ہے" (سورۃ مریم آیات 12-20)

بائبل ہمیں بتاتی ہے کہ سیدنا مسیح کی کنوری سے پیدایش خدا کی طرف سے ایک نشان ہے جب یہ بیان کرتی ہے "لیکن خُداوند آپ تُم کو ایک نِشان بخشے گا ۔ " دیکھو ایک کُنواری حامِلہ ہو گی اور بیٹا پیدا ہو گا اور وہ اُس کانام اعمانُوایل رکھّے گی" (یسعیاہ 7باب 14آیت)۔

بلاشبہ، یہ ایک نشان تھا کیونکہ سیدنا مسیح کی پیدایش بڑی انوکھی تھی۔ آدم و حوّا وہ تھے جن کے والدین نہیں تھے اُن کے علاوہ باقی تمام انسان اپنے والدین کے ذریعے اس دنیا میں آئے؟ آپ کیوں سوچتے ہیں کہ سیدنا مسیح دنیا میں وہ واحد شخص ہیں جو مافوق الفطرت طور پر کنواری سے پیدا ہوئے تھے ؟ خدا ہم پر کیا ظاہر کرنے کی کوشش کر رہا ہے؟

یقیناً خُدا اس مافوق الفطرت پیدایش کو ہم پر یہ ظاہر کرنے کے لیے استعمال کر رہا تھا کہ سیدنا مسیح پوری دنیا کے لیے ایک نشان ہیں ۔ ہم بعض اوقات سوچتے ہیں کہ سیدنا مسیح کو صرف یہودیوں یا مسیحیوں کے لیے بھیجا گیا تھا لیکن قرآن مجید اور بائبل مقدس دونوں واضح ہیں کہ سیدنا مسیح پوری دنیا کے لیے ہیں۔

سیدنا مسیح خدا کی طرف سے رحم

ہم نے دیگرابواب میں سیکھا کہ خُدا ایک مہربان خُدا ہے اور وہ اپنے لوگوں کو گناہ کرنے پر بھی معاف کر دیتا تھا اگر وہ توبہ کے ساتھ اُس کے پاس آتے تھے ۔ خدا کا رحم سیدنا مسیح کی زندگی میں دیکھا جا سکتا ہے ۔ قرآن مجید اور بائبل مقدس دونوں سکھاتے ہیں کہ خدا نے اپنے رحم کے اظہار کے طور پر سیدنا مسیح کو زمین پر بھیجا تھا۔

قرآن مجید ہمیں بتاتا ہے کہ مریم نے کہا" میرے لڑکا کہاں سے ہوگا مجھے تو کسی آدمی نے ہاتھ نہ لگایا نہ میں بدکار ہوں، کہا یونہی ہے تیرے رب نے فرمایا ہے کہ یہ مجھے آسان ہے، اور اِس لیے کہ ہم اسے لوگوں کے واسطے نشانی کریں اور اپنی طرف سے ایک رحمت اور یہ کام ٹھہرچکا ہے" (سورۃ مریم آیات 12-20)

سیدنا مسیح کی زندگی کے ذریعے خدا نے کئی مختلف طریقوں سے اپنے رحم کا مظاہرہ کیا۔ مثال کے طور پر، سیدنا مسیح بھلائی کرتے اور بیماروں کو شفا دیتے پھرے۔ وہ ناپاک لوگوں سے بھی اجتناب نہیں کرتے تھے ۔ جب وہ ناپاک کوڑھیوں کو چھوتے تو وہ شفایاب اور پاک ہو جاتے تھے ۔

انجیلِ مقدس ہمیں بتاتی ہے کہ سیدنا مسیح گنہگاروں پر بھی مہربان تھے اور خدا کے خلاف گناہ کرنے والوں کو معاف کرنے کا اختیار رکھتے تھے ۔

پِھر کِسی فریسی نے اُس سے درخواست کی کہ میرے ساتھ کھانا کھا ۔ پس وہ اُس فریسی کے گھر جا کر کھانا کھانے بَیٹھا۔ تو دیکھو ایک بدچلن عَورت جو اُس شہر کی تھی ۔ یہ جان کر کہ وہ اُس فریسی کے گھر میں کھانا کھانے بیٹھا ہے سنگِ مرمر کے عِطردان میں عِطر لائی۔ اور اُس کے پاؤں کے پاس روتی ہُوئی پیچھے کھڑی ہو کر اُس کے پاؤں آنسُوؤں سے بھگونے لگی اور اپنے سر کے بالوں سے اُن کو پونچھا اور اُس کے پاؤں بہت چُومے اور اُن پر عِطر ڈالا۔۔۔۔۔۔پھر سیدنا

مسیح نے اُس سے کہا"تیرے گُناہ معاف ہُوئے" (مکمل کہانی کے لیے دیکھیں لوقا 7باب 36-48آیات)۔

خدا نے سیدنا مسیح کی تعلیمات کے ذریعےہم پر یہ بھی ظاہر کیا کہ وہ رحم کرنے والا خدا ہے۔ سیدنا مسیح نے ہمیں سکھایا کہ ہمیں صرف اُن سے محبت نہیں کرنی چاہیے جو ہم سے محبت کرتے ہیں بلکہ ہم اپنے دشمنوں سے بھی محبت رکھیں ۔

سیدنا مسیح سکھاتا ہے کہ "تم سُن چُکے ہو کہ کہا گیا تھا کہ اپنے پڑوسی سے مُحبّت رکھ اور اپنے دُشمن سے عداوت لیکن مَیں تم سے یہ کہتا ہُوں کہ اپنے دُشمنوں سے مُحبّت رکھّو اور اپنے ستانے والوں کے لئے دُعا کروتاکہ تُم اپنے باپ کے جو آسمان پر ہے بیٹے ٹھہرو کیونکہ وہ اپنے سُورج کو بدوں اور نیکوں دونوں پر چمکاتا ہے اور راستبازوں اور ناراستوں دونوں پر مِینہ برساتا ہے" (متی 5باب 43-45آیات)۔

سیدنا مسیح نے ہمیں سکھایا کہ ہم کبھی بے ایمانوں اور گنہگاروں کو رَد نہ کریں۔ وہ ایسے لوگوں کے ساتھ بڑے تحمل کے ساتھ پیش آتے اور وہ توبہ کرتے اس لیے کہ وہ اس محبت سے متاثر ہوتے جو وہ اُن پر ظاہر کرتے تھے ۔

انجیلِ مقدس ہمیں بتاتی ہے کہ "اور فریسی اور اُن کے فقِیہ اُس کے شاگِردوں سے یہ کہہ کر بُڑبُڑانے لگے کہ تُم کیوں محصُول لینے والوں اور گنہگاروں کے ساتھ کھاتے پیتے ہو؟۔ سیدنا مسیح نے جواب میں اُن سے کہا کہ" تندرُستوں کو طبیب کی ضرُورت نہیں بلکہ بیماروں کو۔ مَیں راست بازوں کو نہیں بلکہ گنہگاروں کو تَوبہ کے لئے بُلانے آیا ہُوں" (لوقا 5باب 30-32آیات)۔

خدا ایک مہربان خدا ہے اور وہ گنہگاروں کو توبہ کرنے اور اُس کے پاس آنے کی دعوت دینا چاہتا ہے۔ اپنے شاگردوں کو کبھی بھی کاموں کے ذریعے اپنی راستبازی پر بھروسا نہ کرنے بلکہ خُدا کے حضور آنے اور اپنی نجات کے لیے اُس کے رحم پر مکمل بھروسہ کرنے کے بارے میں سکھانے کے لیے سیدنا مسیح نے اُنہیں یہ کہانی سُنائی ۔

انجیلِ مقدس ہمیں بتاتی ہےکہ "پِھر اُس نے بعض لوگوں سے جو اپنے پر بھروسا رکھتے تھے کہ ہم راستباز ہیں اور باقی آدمِیوں کو ناچِیز جانتے تھے یہ تمثِیل کہی۔ کہ دو شخص ہَیکل میں دُعا کرنے گئے ۔ ایک فریسی ۔ دُوسرا محصُول لینے والا۔ فریسی کھڑا ہو کر اپنے جی میں یُوں دُعا کرنے لگا کہ اَے خُدا! مَیں تیرا شُکر کرتا ہُوں کہ باقی آدمیوں کی طرح ظالم بے اِنصاف زِناکار یا اِس محصُول لینے والے کی مانِند نہیں ہُوں۔ مَیں ہفتہ میں دو بار روزہ رکھتا اور اپنی ساری آمدنی پر دَہ یکی دیتا ہُوں۔ لیکن محصُول لینے والے نے دُور کھڑے ہو کر اِتنا بھی نہ چاہا کہ آسمان کی طرف آنکھ اُٹھائے بلکہ چھاتی پِیٹ پِیٹ کر کہا اَے خُدا! مجھ گنہگارپر رحم کر۔ مَیں تُم سے کہتا ہُوں کہ یہ شخص دُوسرے کی نِسبت راست باز ٹھہر کر اپنے گھر گیا " (لوقا 18باب 9-14آیات)۔

کیا ہم نجات کے لیے اپنے نیک کاموں پر بھروسہ کرتے ہیں یا ہم یہ تسلیم کرتے ہیں کہ ہم گنہگار ہیں جنہیں نجات کے لیے خدا کے رحم کی ضرورت ہے ؟

سیدنا مسیح زمین پر واپس آ رہے ہیں ۔

مسلمان اور مسیحی دونوں ہی مانتے ہیں کہ سیدنا مسیح جو اس وقت خدا کے حضور ہیں ایک دن پھر زمین پر آئیں گے ۔

قرآن مجید میں سیدنا مسیح اپنے آسمان پر اُٹھائے جانے کے بارے میں بات کرتے ہیں "اور وہی سلامتی مجھ پر جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن مَروں اور جس دن زندہ اٹھایا جاؤں " (سورۃمریم آیت33)۔

مزید یہ کہ قرآن مجید سکھاتا ہے کہ سیدنا مسیح ایک دن زمین پر واپس آئیں گے ۔ قرآن مجید سکھاتا ہے کہ سیدنا مسیح کا آنا اس بات کی علامت ہو گا کہ قیامت قریب ہے (یعنی اخیر ایام میں)۔ قرآن مجید فرماتا ہے کہ"اور بیشک عیسیٰ قیامت کی خبر ہے تُو ہرگز قیامت میں شک نہ کرنا اور میرے پیرو ہونا یہ سیدھی راہ ہے" (سورۃ الزخرف آیت 61)۔

انجیلِ مقدس میں سیدنا مسیح کے آسمان پر اٹھائے جانے کا واقعہ بھی درج ہے۔ اس کے فوراً بعد دو فرشتے اُس کے شاگردوں کے پاس آ کھڑے ہوئے اور انہیں بتایا کہ سیدنامسیح ایک دن زمین پر واپس آئیں گے ۔

اور یہ کہتے ہوئے وہ دیکھتے ہی دیکھتے اٹھا لیا گیا ۔ اور ایک بادل نے اُسے اُن کی نظروں سے چھپالیا۔ اور جب وہ آسمان کی طرف غور سے دیکھ رہے تھے تو وہ چلا گیا، یہاں تک کہ سفید پوشاک میں دو آدمی اُن کے پاس کھڑے تھے، جنہوں نے یہ بھی کہا، اے گلیل کے لوگو، تم آسمان کی طرف کیوں دیکھتے ہو؟ وہی مسیح جس کو آسمان پر اُٹھا لیا گیا ہے اس طرح واپس آئے گا جس تم نے اُسے آسمان پر جاتے دیکھا ہے۔ (اعمال 1باب 9-11آیات)۔

جب سیدنا مسیح زمین پر واپس آئیں گے تو وہ کیا کریں گے۔ مسلمان اور مسیحی دونوں مانتے رکھتے ہیں کہ جب سیدنا مسیح آئیں گےتو وہ برائی کو ختم کر دیں گے۔

چونکہ سیدنا مسیح پاک اور گناہ سے مبّرا ہیں اس لیے وہ بدی کی قوتوں کو ختم کرنے کے قابل ہیں ۔ جب بدآرواح سیدنا مسیح کو دیکھتی تو وہ جان جاتی کہ وہ کون ہے اور کہتی "کہ اَے یِسُو ع ناصری! ہمیں تجھ سے کیا کام؟ کِیا تُو ہم کو ہلاک کرنے آیا ہے؟ مَیں تجھے جانتا ہُوں کہ تُو کَون ہے۔ خُدا کا قُدُّوس ہے" (مرقس1باب 24آیت)۔

مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ جب حضرت سیدنا مسیح دو بارہ زمین پر آ ئیں گے تو وہ دجال نامی آخری شیطانی قوت کو ختم کر دیں گے ۔ بائبل مقدس اخیر ایام میں ظاہر ہونے والی اُس آخری برائی کو حیوان کے طور پر بیان کرتی ہے اور جب سیدنا مسیح آئیں گے تو وہ اُس حیوان کے

خلاف جنگ کریں گے اور اُسے شکست دیں گے ۔

"اور وہ خُون کی چھِڑکی ہُوئی پوشاک پہنے ہُوئے ہے اور اُس کا نام کلامِ خُدا کہلاتا ہے۔ پِھر مَیں نے اُس حَیوان اور زمین کے بادشاہوں اور اُن کی فَوجوں کو اُس گھوڑے کے سوار اور اُس کی فَوج سے جنگ کرنے کے لئے اِکٹّھے دیکھا۔ اور وہ حَیوان اور اُس کے ساتھ وہ جُھوٹا نبی پکڑا گیا جس نے اُس کے سامنے اَیسے نِشان دِکھائے تھے " (مکاشفہ 19باب 13، 19-20آیات)۔

سیدنا مسیح اپنے ماننے والے کو فردوس کی یقین دہانی بخشتے ہیں ۔

اگر ہم یقین سے جان سکتے ہیں کہ آیا خدا ہمیں قبول کرے گا اور ہمیں اپنے ساتھ فردوس میں رہنے کی اجازت دے گاتوخدا کے پیروکار ہونے کے ناطے یہ ہمارے لیے بڑی تسلی بخش بات ہے۔ قرآن مجید اور انجیلِ مقدس دونوں میں سیدنامسیح کے ماننے والوں کو فردوس میں ابدی زندگی کی یہ یقین دہانی حاصل ہوئی تھی ۔

قرآن مجید میں، خدا نے سیدنا مسیح سے وعدہ کیا تھا کہ جو لوگ اُن کی پیروی کرتے ہیں وہ ان لوگوں سے برتر ہوں گے جو اُس پر ایمان لانے سے انکار کرتے ہیں۔

دیکھو! اللہ نے فرمایا ہے کہ "اَے عیسیٰ مَیں تجھے پوری عمر تک پہنچاؤں گا اور تجھے اپنی طرف اٹھالوں گا اور تجھے کافروں سے پاک کردوں گا اور تیرے پیروؤں کو قیامت تک تیرے منکروں پر غلبہ دوں گا " (سورةآل عمران آیت55)۔

قرآن مجید سیدنا مسیح کے پیروکاروں کو مسلمان بھی کہتا ہے ۔ قرآن مجید میں ہم پڑھتے ہیں کہ "پھر جب عیسیٰ نے اُن سے کفر پایا بولا کون میرے مددگار ہوتے ہیں اللہ کی طرف، حواریوں نے کہا ہم دینِ خدا کے مددگار ہیں ہم اللہ پر ایمان لائے، اور آپ گواہ ہوجائیں کہ ہم مسلمان ہیں (سورةآل عمران آیت52)۔

کیا ہمیں یہ یقین ہے کہ خدا ہمیں گناہ سے بچائے گا اور ہم ابدیت خدا کے ساتھ گزاریں گے؟ انجیلِ مقدس میں، سیدنا مسیح نے خدا کو جاننے اور اپنی پیروی کرنے والوں سے ابدی زندگی کا وعدہ بھی کیا تھا۔ سیدنا مسیح فرماتا ہے کہ "اور ہمیشہ کی زِندگی یہ ہے کہ وہ تجھ خُدایِ واحِد اور برحق کو اور یسُو ع مسیح کو جسے تُو نے بھیجا ہے جانیں" (یوحنا 17باب 3آیت)۔

اگر آپ فردوس میں جانا چاہتے ہیں تو کیا آپ کسی ایسے شخص کی پیروی نہیں کرنا چاہیں گے جو پہلے سے ہی فردوس میں ہے اور فردوس کا اصل راہ جانتا ہے؟قرآن مجید سکھاتا ہے کہ"بیشک عیسیٰ قیامت کی خبر ہے تُو ہرگز قیامت میں شک نہ کرنا اور میرے پیرو ہونا یہ سیدھی راہ ہے" (سورة الزخرف آیت 61)۔سیدنا مسیح انجیلِ مقدس میں فرماتے ہیں کہ "راہ اور حق اور زِندگی مَیں ہُوں ۔ کوئی میرے وسیلہ کے بغیر باپ کے پاس نہیں آتا" (یوحنا 14باب 6آیت)۔

کیا آپ اس بارے میں پُر یقین ہیں کہ خدا آپ کو آپ کے گناہ سے نجات دے گا اور آپ کو ہمیشہ کی زندگی بخشے گا؟